سوال

(87)ماتم کرنے کے بارے میں حکم شریعت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میت دفن کرنے کے تین دن بعد تک اجتماع کرنا اور قرآن خوانی کرنا،جسے ماتم کہا جاتا ہے،اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میت کے گھر میں کھانے پینے یا قرآن خوانی کے لیے جمع ہونا بدعت ہے،اسی طرح جمع ہو کر اجتماعی طور پر دعا کرنا بھی بدعت ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ میت کے گھر صرف اس لیے جانا چاہیئے کہ ان سے تعزیت کی جائے،ان کے لیے صبر کی دعا اور میت کی مغفرت کی دعا کیا جائے۔ باقی رہا ماتم کے لیے یا اجتماعی خصوصی دعا کے لیے یا قرآن خوانی کے لیے جمع ہونا تو یہ بے اصل ہے۔ اگر یہ نیک کام ہوتا تو سلف صالح یقیناً اسے سر انجام دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا کرنا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے۔ غزوہ موتہ کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی الہی حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے حضرات صحابہ کرام کو بھی ان کی شہادت کی بابت بتایا،ان کے لیے دعا فرمائی: ’’اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔‘‘

آپ نے اس موقع پر نہ تو لوگوں کو جمع فرمایا،نہ دستر خوان سجایا اور نہ ماتم کا اہتمام کیا،الغرض اس موقع پر آپ نے قطعاً ایسا کوئی کام نہیں کیا،حالانکہ یہ تینوں بہترین اور افضل صحابہ کرام میں سے تھے،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ماتم کا اہتمام نہیں کیا گیا حالانکہ آپ تمام صحابہ کرام میں سے سب سے افضل تھے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر بھی صحابہ کرام نے ماتم کا اہتمام نہیں کیا،لوگ جمع ہوئے نہ ہی قرآن خوانی کی گئی،اسی طرح جب حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنھم اپنے اپنے دور میں شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر بھی لوگ مخصوص دنوں میں نہ جمع ہوئے اور نہ اجتماعی دعا کا اہتمام کیا گیا اور نہ ہی ان کے لیے کھانوں کے پکانے کا انتظام کیا گیا۔

میت کے قریبی رشتہ داروں یا پڑوسیوں کے لیے یہ ضرور مستحب ہے کہ وہ کھانا پکا کر میت کے اہل خانہ کے پاس بھیجیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

(اصنعوا لال جعفر طعاما فانه قد اتاهم امر يشغلهم) (سنن ابي داود' الجنائز' باب صنعة الطعام لاهل الميت' ح: 3132)

’’آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ انہیں ایک ایسی مصیبت درپیش ہے جس نے انہیں (اور کاموں سے) مشغول کر دیا ہے۔‘‘

اہل میت مصیبت کی وجہ سے مشغول ہوتے ہیں لہذا اگر کھانا تیار کر کے ان کے ہاں بھیج دیا جائے تو یہ حکم شریعت کے مطابق ہے لیکن یہ طرز عمل کہ وہ پہلے ہی مصیبت میں بتلا ہیں اورانہیں مزید پریشان کیا جائے کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلائیں یہ خلاف سنت بلکہ بدعت ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

(كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة) (سنن ابن ماجة' الجنائز' باب ماجاء فی النهی عن الاجتماع الخ' ح: 1612 ومسند احمد: 204/2 واللفظ له)

''ہم دفن کے بعد اہل میت کے پاس جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کیا کرتے تھے۔''

اور نوحہ حرام ہے، نوحہ کے معنی بلند آواز سے رونا ہے۔ نوحہ کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے البتہ اگر شدت غم سے آنکھیں اشکبار ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

کتاب الجنائز: ج 2 صفحہ 86

محدث فتویٰ